طبعی غیرت

مدرّس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِیْ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ ﷺ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِیْ كَانَ فِی الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ: ((غَارَتْ اُمُّكُمْ)) ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِیَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الَّتِیْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِیْ بَيْتِ الَّتِیْ كَسَرَتْ

[صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب الغيرة]

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بی بی کے گھر تھے، اس وقت اُمہات المؤمنین میں سے کسی نے آپؐ کی خدمت میں ایک پیالہ میں کچھ کھانا بھیجا۔ جس بی بی صاحبہ کے گھر میں آپؐ رونق افروز تھے انہوں نے خادم کے ہاتھ کو ذرا اشارہ دے دیا۔ پیالہ اس کے ہاتھ سے گر گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ پیالے کے ٹکڑے جوڑنے لگے۔ اس کے بعد جو کھانا اس پیالہ میں رکھا ہوا تھا اس کو جمع کیا اور فرمایا: ''(کچھ نہیں) تمہاری ماں کو (اس وقت سوتن کی فطری) غیرت آ گئی تھی''۔ اس کے بعد خادم کو ٹھہرا لیا اور جن کے گھر اس وقت آپ تشریف فرما تھے اُن کے یہاں سے ایک اچھا پیالہ منگا کر جن کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا ان کے لئے دے دیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ ان کے گھر رکھ لیا جنہوں نے توڑا تھا''۔

اسلام میں فطری تقاضوں کی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ انسان طبعی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے لہٰذا اُس کی ان کمزوریوں کے تحت ہونے والی خطاؤں کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ ایک شوہر کی دو بیویوں کے درمیان رقابت بھی طبعی خاصہ ہے اس لئے اس کے عدم کی

خواہش بھی روا نہیں۔

اس حدیث میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ اپنی ایک زوجہ محترمہ کے ہاں رونق افروز تھے تو ایک دوسری زوجہ محترمہ نے خادم کے ہاتھ آپؐ کے لئے پیالے میں کوئی کھانے والی چیز بھیجی۔ یہ عمل اس بیوی کو اچھا نہ لگا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے گھر میں موجود ہوں اور دوسری بیوی انہیں یہاں کھانا بھیجے اور وہ اسے تناول فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی سوتن کے اس عمل کو ناپسند کیا اور ناراضگی کے ساتھ خادم کے ہاتھ کو ادنیٰ سے اشارے کے ساتھ ہلا دیا جس سے پیالہ اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا اور کھانا زمین پر بکھر گیا آپؐ اٹھ کر پیالے کے ٹکڑوں کو جوڑنے لگے اور پھر پیالے کا کھانا اکٹھا کیا اور خادم سے فرمایا کہ تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے۔

غور کا مقام ہے کہ اس واقعہ کو نہ تو آپؐ نے قابل ملامت سمجھا اور نہ گرفت فرمائی' بلکہ اسے فطری غیرت پر محمول کیا اور قابل مؤاخذہ نہیں سمجھا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس طرزِ عمل سے دو باتیں ظاہر ہیں۔ ایک تو آپ کا خلق عظیم اور دوسرے انسانی کمزوری کے تحت سرزد ہونے والے افعال پر درگزر کا معاملہ۔ جہاں تک آپؐ کے خلق عظیم کا تعلق ہے وہ تو محتاجِ بیان نہیں۔ کسی ماں نے ایسا فرزند نہیں جنا جس کے عادات واطوار اس قدر بلند ہوں کہ پوری زندگی جود وسخا اور عفو ودرگزر کے اعلیٰ ترین معیار پر پوری اترتی ہو۔ مگر حیاتِ طیبہ کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا جس پر انگلی اٹھائی جا سکے' حتیٰ کہ آپؐ کی قبل از نبوت زندگی بھی اعلیٰ اخلاقی قدروں کا مظہر تھی۔ جہاں تک بشری کمزوریوں کا تعلق ہے تو اس کا لحاظ اللہ کی رضا کے مطابق ہر جگہ رکھا گیا ہے۔ بھول جانا انسانی کمزوری ہے چنانچہ بھول چوک کے تحت ہونے والی خطا پر گرفت نہیں ہے۔ روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لینے سے روزے میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ اسی طرح نیند انسانی کمزوری ہے۔ نیند کے غلبے میں اگر نماز کا وقت گزر جائے تو اس پر مؤاخذہ نہیں' بلکہ جب جاگ آئے اٹھ کر نماز ادا کر لی جائے۔ بھوک انسانی کمزوری ہے چنانچہ قحط کے دنوں میں اناج یا کھانے کی چیز چرانا گناہ تو ہے مگر اس پر قطع ید کی سزا نہیں۔ میلانِ طبع کسی انسان کے اختیار میں نہیں' چنانچہ اگر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں تو اسے عدل کا حکم تو ہے مگر اس عدل میں کسی ایک بیوی کی طرف میلانِ طبعی کے تحت کچھ زیادہ رغبت ہو تو وہ بھی درگزر کے قابل ہے۔ کسی کی بیٹی پر سوتن آ جائے تو والدین کی ناخوشی بھی فطری امر ہے' حالانکہ مرد کو دو عورتیں رکھنے کی اجازت ہے۔

© rasailojaraid

خود رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ دوسرے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو اسے پسند نہ فرمایا۔ دنیا میں دکھ سکھ ساتھ ساتھ چلتے ہیں' چنانچہ خوشی کے موقع پر اظہار خوشی کی اجازت ہے اور غم کے موقع پر اظہارِ غم اور آنسو بہانے پر گرفت نہیں۔ البتہ اظہار خوشی میں حدود و قیود کا خیال نہ رکھنا اور غم کے موقع پر بے صبری کے ساتھ گریہ وزاری اور شکوہ وشکایت کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح تلاوتِ قرآن اور نفلی عبادات میں اس وقت تک مشغول رہنا پسندیدہ ہے جس وقت تک دل لگا رہے اور تکان محسوس نہ ہو۔ جب آمادگی نہ رہے تو چھوڑ دے اور دوسرے کاموں میں لگ جائے۔ بھوک پیاس کی طرح بول و براز کی حاجت بھی فطری تقاضا ہے لہٰذا ایسی حالت میں فرض عبادت کو مؤخر کر کے فراغت حاصل کرنے کو اوّلیت دینا پسندیدہ ہے۔

چونکہ دو عورتوں کے درمیان رقابت کا جذبہ بھی فطری ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے پیالہ توڑنے والی عورت کے فعل کو صرف رقابت کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے نہ تو گرفت کی اور نہ ہی کوئی سخت جملہ بولا' بلکہ حقیقت حال کو یہ کہہ کر واضح کر دیا کہ تمہاری ماں کو غیرت آ گئی' یعنی اس نے یہ پسند نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ تو میرے گھر میں ہوں اور میری بجائے کوئی دوسری بیوی اُن کی تواضع کا اہتمام کرے اور اپنے گھر سے کھانا بھیجے۔ البتہ آپؐ نے نقصان کی تلافی کا اہتمام ضرور کیا کہ جس بی بی نے پیالہ توڑا تھا اُس کے ہاں سے ایک پیالہ لے کر اس بی بی کے ہاں بھیج دیا جس کا پیالہ توڑ دیا گیا تھا۔ آپ کے اس عمل سے جہاں کھانا بھیجنے والی بی بی کا نقصان پورا گیا وہاں پیالہ توڑنے والی کو غیرت کے تحت کی گئی اس غلطی کا احساس بھی ہو گیا اور اسے پیالہ توڑنے کے بدلے نیا پیالہ بھی دینا پڑا۔ ○○

جہاد فی سبیل اللہ

اصل حقیقت' اہمیت ولزوم اور مراحل و مدارج

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک جامع خطاب

☆ صفحات: 72 ☆ قیمت: 15 روپے